• از قلم مولوی عبدالواحد ہیروی خطیب گکھڑ (ضلع گوجرانوالہ)

اسلامی معاشرے کے اصول و آداب

○

اسلام ایک عالم گیر مذہب ہے، یہ انسان کی ساری زندگی (پیدائش سے لیکر تا مین حیات) کے ہر شعبہ میں پیش آمدہ مسائل کے حل کا ترجمان ہے۔ اس کے اصول و قوانین میں کامیابی کی ضمانت ہے اور اس کے اصول وضوابط سے انحراف ذلت و رسوائی اور ناکامی و نامرادی ہے۔ اس کا کوئی حکم حکمت و عبرت سے خالی نہیں۔ اس کی تعلیم سراسر انسانیت سے دور افتادہ گم کردہ راہ اور بھولے بھٹکوں کے لئے راہِ نجات ہے، جیسا اس کی حقیقت ذیل کے مضمون میں اظہر من الشمس ہے۔

اسلام ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کا متقاضی ہے جس کے افراد حقیقی کامیاب زندگی گذار سکیں، چنانچہ اسلام نے معاشرتی کامیاب زندگی کے جو اصول و آداب وضع کئے ہیں ان کا اختصار یہ ہے۔

(ا) اتحاد و اتفاق

(ب) اخوت و مساوات اور ہمدردی و خیر خواہی

(ج) تعاون و تناصر

(د) باہمی حقوق کی نگہداشت اور غصب حقوق کی ممانعت

• اتحاد و اتفاق :

مرورِ زمانہ کے تجربات و مشاہدات اس بات پر گواہ ہیں کہ کسی بھی معاشرے کی کامیاب

زندگی اس کی اجتماعیت و اتحادیت میں مضمر ہے، چنانچہ اس اہم ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلام نے معاشرے کی تشکیل کے لئے یک جہتی، باہمی یگانگت اور اتحاد و اتفاق کی جو تعلیم دی ہے اس کی نظیر دنیا کے کسی مذہب اور نظریۂ حیات میں نہیں ملتی، چونکہ اسلام نے مسلمان کی زندگی کا مطلب و مقصد عبادت الٰہی، اقامت دین اور کلمۃ الحق کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانا قرار دیا ہے۔ اس لئے اس سلسلہ میں جو اسلام نے اجتماعیت و اتحادیت کا جو تصور پیش کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ مثلاً ہر محلے کے مسلمانوں کو شب و روز میں پانچ دفعہ متحد ہو کر ایک امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنے، پھر ہفتہ میں ایک دن (جمعہ) تمام شہر کے لوگوں کو یکجا ہو کر ایک خطیب کی قیادت میں خطبہ و نماز جمعہ کے ادا کرنے میں اور سال میں ایک دفعہ تمام دنیا کے صاحب استطاعت مسلمانوں کو حج کے موقعہ پر متحد ہو کر فریضۂ حج ادا کرنے اور اس کے علاوہ دیگر مقامی اور غیر مقامی، نجی محافل و مجالس منعقد کرنے میں اتحاد و اتفاق اور اجتماعیت کی جو تعلیم دی ہے اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کو وہ آدمی بہت محبوب ہیں جو وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا کی تعلیم کے مطابق اقامتِ دین اور کلمۃ الحق کے بول بالا کرنے کی غرض سے دشمنانِ اسلام کے مقابلہ میں صف بہ صف ہو کر جہاد کرتے ہیں، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ[1]

"بے شک اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کی راہ میں چونا گچ دیوار کی مانند متحد و متفق ہو کر جہاد کرتے ہیں"۔

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو باہمی اتحاد و اتفاق کا جو تصور پیش کیا وہ یہ ہے۔ "مومن مومن کے دیوار کی مانند ہے جیسے کہ وہ ایک دوسرے کو باندھ لیتی ہے، اور مزید مضبوط کر دیتی ہے۔ اس کے بعد آپ نے اپنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں ڈالیں اور اشارہ کر کے بتایا کہ یوں ایک دوسرے کو مضبوط بناتے ہیں"۔

ایک طرف تو اسلام نے معاشرے کے باہمی اتحاد و اتفاق کو کامیابی قرار دیا ہے اور

---

[1] پ ۲۸- الصف

دوسری طرف باہمی اختلاف و نفاق اور انتشار و خلفشار کو مذموم قرار دیتے ہوئے اسے معاشرتی کمزوری اور تباہی سے تعبیر کیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے :-

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝[1]

"اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور آپس میں تنازعہ (اختلاف نہ کرو) ورنہ تم کمزور ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی (یعنی تمہارا رعب و دبدبہ دشمنوں کی نظروں سے جاتا رہے گا)، اور صبر کرو بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنیوالوں کیساتھ ہے

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص جماعت سے علیحدہ ہوا اس کو دوزخ میں ڈالا جائے گا"[2]

حضرت حارث اشعریؓ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا "جو شخص جماعت سے بالشت بھر (یعنی ایک ساعت کے لیے) جدا ہوا اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے اتار دیا" [3]

حضرت ابودرداء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسا عمل نہ بتاؤں جس کا درجہ روزہ، صدقہ، اور نماز سے بھی زیادہ ہے۔ ہم نے کہا ضرور بتلایئے۔ آپؐ نے فرمایا وہ عمل اتحاد و اتفاق باہمی ہے۔ بے اتفاقی نیکیوں کو اس طرح برباد کر دیتی ہے جس طرح استرا بالوں کو مونڈھ دیتا ہے۔

چنانچہ شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے معاشرتی اتحاد و اتفاق کی ترغیب دلاتے ہوئے کہا

؎ ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

حاصل کلام اسلامی نقطۂ نظر سے وہی معاشرہ قائم اور دیرپا سلامت رہ سکتا ہے جس کے افراد اتحاد و اتفاق ہو اور وہ اختلاف نفاق اور انتشار و خلفشار سے محفوظ و مامون ہو۔

اخوت و مساوات اور ہمدردی و خیر خواہی :

کسی معاشرے کی معاشرتی زندگی کی سلامتی اور اس کے دوام کا دار و مدار اور انحصار

---

[1] پ ۱۰ الانفال　[2] ترمذی　[3] احمد، ترمذی

اسی میں ہے کہ اس کے افراد میں اخوت و مساوات اور ہمدردی و خیر خواہی ہو، چنانچہ جس معاشرہ کے افراد ایک دوسرے کے بدخواہ اور اپنے کو بڑا اور دوسرے کو اپنے سے حقیر سمجھتے ہوں تو یقیناً ان کی معاشرتی زندگی اجیرن ہو کر رہ جائے گی۔ کیونکہ خوشگوار طریقے سے مل جل کر رہنے کا نام ہی معاشرتی زندگی ہے "

چنانچہ اخوت و مساوات اور برادرانہ ہمدردی و خیر خواہی کا جو اسلام نے بے نظیر سبق دیا ہے اس کے مؤثر اور بہتر نتائج خیز ہونے کے اغیار بھی مدّاح ہیں، یعنی اسلام نے عربی، عجمی، شرقی و غربی، کالے گورے، آقا و محکوم، شاہ گدا اور امیر و غریب سب کو اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (سب ایمان دار آپس میں بھائی بھائی ہیں (القرآن)) کے رشتۂ اخوت میں ایسا منسلک کیا کہ کسی عربی کو عجمی پر، شرقی کو غربی پر، آقا کو محکوم پر اور شاہ کو گدا پر کسی قسم کا امتیاز روا رکھنے کی گنجائش نہیں۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

ایک مسلمان خواہ دنیا کے کسی کونے یا گوشے میں ہو اکسی رنگ و نسل، قبیلہ، خاندان، وطن اور کسی زبان سے تعلق رکھتا ہو وہ دینی لحاظ سے دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ اس کے تعلقات و روابط ایک ادنیٰ شخص سے لے کر خلیفۂ وقت تک برادرانہ ہوں گے اور پھر اس معاشرتی زندگی میں باہمی میل جول اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ (کسی سے محبت ہو تو اللہ کے لیے اور دشمنی بھی ہو تو اللہ کے لیے) کے تحت برادرانہ مہر و محبت، باہمی غم خواری و غم گساری اور باہمی تعاون و ہمدردی کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں، چنانچہ پھر اس معاشرے کا ہر مرد جو چیز اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی دوسروں کے لیے پسند کرتا ہے اور جن چیزوں کو اپنے لیے ناپسند کرتا ہے وہ دوسرے بھائیوں کے لیے ناپسند کرنے لگ جاتا ہے اور یہی ایمان باللہ کی زبردست دلیل ہے، جیسا کہ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آں حضورؐ

صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :—

"لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ" [۱]

"تم میں سے کوئی آدمی مومن نہ ہوگا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے وہ چیز پسند کرے جو خود اپنے نفس کے لیے پسند کرتا ہے۔"

ایک اور روایت میں ہے، کہ آپؐ سے افضل ایمان کے متعلق پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا

"اَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَاَنْ تَكْرَهَ لِلنَّاسِ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ"

"کہ تو لوگوں کے لیے وہی چیز پسند کرے جو تو اپنے نفس کے لئے پسند کرتا ہے اور لوگوں کے لئے وہی چیز ناپسند کرے جو تو اپنے نفس کے لئے ناپسند کرتا ہے"۔

ظاہر ہے کہ جب معاشرہ میں اس قسم کے برادرانہ باہمی ہمدردی و خیر خواہی کے حالات میسر آجائیں گے تو معاشرہ میں دھوکہ دہی، فریب کاری، ٹھگ بازی، عیاری و مکاری اور بددیانتی جیسی قبیح برائیاں معدوم ہو جائیں گی۔ اور معاشرتی زندگی کا حال و مستقبل روشن اور ترقی پذیر ہو جائے گا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "(اے مسلمانو!) تم آپس میں حسد نہ کرو اور تم صرف قیمت بڑھانے کے لئے بولی نہ دو اور آپس میں بغض نہ کرو اور ایک دوسرے سے انحراف نہ کرو اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی بیع پر بیع کرے۔ اور تم اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ، مسلمان (دوسرے) مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے اور نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ اسے حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے آپؐ نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین دفعہ فرمایا تقویٰ یہاں ہے۔ کسی آدمی کے لئے اتنی ہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر خون اور اس کا مال اور اس کی عزت حرام ہے"۔ [۲]

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مسلمانوں کو اسلامی اخوت و مساوات کے رشتے کی کس قدر تاکید فرمائی ہے۔ نیز اس حدیث میں ان حقوق

---

[۱] بخاری و مسلم [۲] صحیح مسلم

و فرائض کا بالتفصیل ذکر کیا گیا ہے جن کو سامنے رکھتے ہوئے معاشرتی زندگی کی اتحادی سرحدوں کو مضبوط اور مستحکم بنایا جا سکتا ہے، مزید براں آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے باہمی رشتۂ اخوت کی ایک عمارت سے مثال دی کہ یَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضاً "جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے"[1] ——— ایک روایت میں آپ نے مسلمانوں کی باہمی معاشرتی زندگی) کے متعلق ارشاد فرمایا کہ مسلمان باہمی مروت و مرحمت اور شفقت و محبت میں جسدِ واحد کی طرح ہیں جس کا ایک عضو بیمار ہو تو کل جسم بے خوابی اور بخار آلودہ ہو جاتا ہے[2]

قرآن حکیم نے اصحاب محمدؐ کی تعریف میں یہ بھی بیان کیا ۔ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ " وہ کفار پر بہت سخت ہیں اور آپس میں نہایت رحم دل ہیں چونکہ صحابہ کرامؓ اسلام کی اس تعلیم سے مکمل بہرہ ور تھے اس لئے وہ اپنی معاشرتی زندگی میں ہر گام آگے بڑھے اور قدم قدم پر کامیابی نے ان کے قدم چومے۔

تعاون و تناصر:

اس کارخانۂ حیات میں کون انسان ہے جس کو دوسرے کی احتیاج و ضرورت نہیں. انسان کو اپنی زندگی کے ہر شعبہ اور ہر مرحلہ میں قدم قدم پر دوسروں کی اعانت و معاونت کی ضرورت پڑتی ہے، شاہ و گدا اور ادنیٰ و اعلیٰ غرضیکہ ہر کس و ناکس اس سے مستغنی اور بے پرواہ نہیں۔

اس لئے دوسروں کے ساتھ میل جول رکھنے، ایک دوسرے کے رنج و غم میں برابر کے شریک ہونے اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون و تناصر کرنے کا اسلام نے جو اعلیٰ عملی نمونہ پیش کیا اس کا مختصر خاکہ یہ ہے :-

(ا) مفلس و تنگ دست کی زبوں حالی کا خیال رکھا جائے۔

چونکہ اسلام کی نظر میں ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، اس لئے کسی مسلمان کو زیبا نہیں کہ وہ اپنے بھائی پر ظلم کرے یا اس کو دشمنوں کے حوالے

---

[1] اربعین نووی　[2] مشکوٰۃ

کرے بلکہ اس کے فرائض میں داخل ہے کہ اس کی زبوں حالی کا خیال رکھے اور اس کی مشکلات کو دُور کرنے کی مقدور بھر کوشش کرے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اس کو دشمنوں کے حوالے کرے اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی میں ہوتا ہے، اور جو شخص مسلمانوں سے تکلیف اور مشقت دُور کرے اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی مشکلوں میں سے مشکل اور تکلیف دُور فرماتا ہے، اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔" [۱]

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا جو شخص کسی مومن سے دُنیا کی تکالیف میں سے کوئی تکلیف دُور کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس سے قیامت کی پریشانیوں میں سے اس کی پریشانی اور تکلیف دُور کرتا ہے، اور جو شخص کسی تنگ دست پر آسانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دُنیا اور آخرت میں آسانی فرماتا ہے، اور جو شخص کسی مسلمان کی عیب پوشی کرتا ہے تو حق تعالیٰ دُنیا اور آخرت میں اس کی عیب پوشی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک کہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔ [۲]

علاوہ ازیں کسی غریب و مفلس کی مدد کرنا، آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے راہِ خدا میں جہاد کرنا [۳] ــــــــ خدا تعالیٰ اور رسولِ خداؐ کو مسرور کرنا [۴] قرار دیا ہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کسی مسلمان کی حاجت پوری کرنے کا اجر و ثواب دس سال کے اعتکاف سے بھی زیادہ ہے [۵]

(ب) نیک کاموں میں تعاون کرنا۔ اسلام نے لوگوں کے نیک اور اچھے کاموں میں امداد کرنے اور بُرے کاموں میں عدم اعانت کی تعلیم دی ہے۔ اس طرح لازمی امر ہے کہ معاشرہ میں بہترین اور پاکیزہ ماحول کے اثرات رونما ہوں گے اور معاشرہ جرائم، بداعتدالیوں، بدعنوانیوں اور برائیوں سے محفوظ ہو جائے گا، چنانچہ

---

[۱] بخاری و مسلم　[۲] صحیح مسلم　[۳] بروایت صحیحین　[۴] بیہقی　[۵] طبرانی

ارشاد خداوندی ہے : وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ [۱]

"تم آپس میں نیک کاموں اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کیا کرو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے"

اچھے کاموں میں تعاون اور بُرائی کے کاموں میں اجتناب یہ ایک ایسا زرین اصول ہے کہ اگر اس پر عمل ہو جائے تو معاشرہ یقیناً بدعنوانیوں اور بے اعتدالیوں سے محفوظ ہو کر ترقی کی راہوں پر رواں دواں ہو گا۔ اسلام نے نیک اور اچھے کاموں میں معاونت اور بُرائی کے کاموں سے مجتنب رہنے کی ہی تعلیم پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ ظالم اور مجرم کو اس کے ظلم و جرم کی سزا دینے اور مظلوم کی مکمل حمایت و تائید کرنے کی تعلیم دی ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے :-

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ [۲]

اور فہیم لوگو! (اس قانون) قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے تاکہ تم بچو۔

ظلم و جرم کا بدلہ لینا ضرور اسلام نے قرار دیا بلکہ اسے عین زندگی قرار دیا لیکن اس میں بھی حد و دبندی رکھی گئی تاکہ کسی پر ظلم نہ ہو، چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا :-

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ○ [۳]

اور اگر تم بدلہ لینے لگے تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا کہ تم کو ایذا پہنچائی گئی اور اگر تم صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہت ہی اچھی بات ہے۔

ظالم کو اس کے ظلم سے روکنا یہ بھی اس کے ساتھ ہمدردی، خیرخواہی اور اس کی مدد کرنا ہے، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا اپنے بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ اس پر ایک صحابی نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! مظلوم کی مدد تو معلوم ہے مگر ظالم کی مدد

---

[۱] پ ۶ المائدہ [۲] پ ۲ البقرہ [۳] پ ۱۴۔ النحل

کس طرح کی جائے ؟ آپؐ نے فرمایا تَحۡجُزُہٗ اَوۡ تَمۡنَعُہٗ مِنَ الظُّلۡمِ فَاِنَّ ذَالِكَ نَصۡرُہٗ ؛ تو اس کے ظلم سے روکے یا منع کرے یہی اس کی مدد ہے [۱]

ج ۔ سفارش کرنا ، اگر آدمی خود براہ راست کسی کی مدد نہیں کر سکتا تو اس کو چاہیئے کہ وہ دوسروں کو اس کی طرف راغب کر دے ۔ چنانچہ اچھے اور نیکی کے کاموں میں سفارش اور رہنمائی کرنے کے متعلق ارشاد خداوندی ہے :۔

مَنۡ يَّشۡفَعۡ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنۡ لَّهٗ نَصِيۡبٌ مِّنۡهَا ۔ جو کوئی نیک بات (اور اچھے کاموں میں) سفارش کرے اس کو بھی اس میں حصہ ملے گا ۔

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَلدَّالُ عَلَى الۡخَيۡرِ كَفَاعِلِهٖ خیر پر دلالت کرنے والا خیر و بھلائی کرنے والے کی طرح ہے ۔ اور ایک روایت میں یہ ہے آپؐ نے فرمایا مَنۡ دَلَّ عَلٰى خَيۡرٍ فَلَهٗ مِثۡلُ اَجۡرِ فَاعِلِهٖ جس شخص نے کسی نیکی اور بھلائی کی طرف راہ نمائی کی تو اس کو اس کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا ؛ (صحیح مسلم)

گویا کہ مسلمان بھائی کی اعانت مدد کا "سفارش" بھی اعلیٰ طریق ہے لیکن اسلام نے اس میں بھی غلط سفارش پہ پابندی لگائی تاکہ عدل و انصاف برقرار رہے اور کسی کے جانی و مالی حقوق پہ دست درازی نہ کی جا سکے ، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے :۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُوۡنُوۡا قَوّٰمِيۡنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعۡدِلُوۡا اِعۡدِلُوۡا هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيۡرٌ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ [۲]

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کے لیے پوری پابندی کرنے والے انصاف کے ساتھ شہادت (گواہی) ادا کرنے والے رہو اور کسی ۔۔۔ قوم کی عداوت تم کو اس پر باعث نہ ہو جائے کہ تم عدل نہ کرو (بلکہ) عدل کیا کرو کہ وہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری اطلاع ہے ۔ سورۃ نساء میں ہے :۔

وَمَنۡ يَّشۡفَعۡ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنۡ لَّهٗ كِفۡلٌ مِّنۡهَا اور جو شخص بری سفارش کرے اس کو

---

[۱] بخاری ، ترمذی [۲] پ ۶ ۔ المائدہ

اس کی وجہ سے (اس کی بُرائی کا) حصّہ ملے گا۔

باہمی حقوق کی محافظت اور غصب حقوق کی ممانعت :

اسلام ہر شخص کے جائز حقوق کی محافظت کی ضمانت دیتا ہے اور کسی کے غصب حقوق کو جُرم عظیم قرار دیتا ہے، آں حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے خطبۂ حجۃ الوداع میں یہ بھی فرمایا لوگو تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسی ہی حرام ہیں جیسے کہ تم آج کے دن کی۔ اس شہر کی اور اس مہینے کی حرمت کرتے ہو۔ علاوہ ازیں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا مسلمان مُسلمان کا بھائی ہے نہ اس کے ساتھ خیانت کرے نہ اس سے جھوٹ بولے اور نہ اس کو رُسوا و شرمندہ کرے۔ مُسلمان کی ہر چیز مُسلمان پر حرام ہے اس کی عزت و آبرو اس کا مال، اور اس کا خون۔ تقویٰ یہاں ہے (اور آپ نے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) انسان کے لیے یہی بُرائی کافی ہے کہ وہ اپنے مُسلمان بھائی کو حقیر سمجھے + [۱]

صحیح مسلم میں بھی اسی مفہوم کی حدیث وارد ہے :-

باہمی حقوق کی حفاظت کے پیشِ نظر آپؐ نے فرمایا "جس شخص کا کسی مُسلمان پر کوئی حق ہو۔ اس کی آبرو ریزی کی ہو یا اس کے علاوہ۔ تو چاہیئے کہ آج ہی (دُنیا میں) اس سے معافی حاصل کرے اس سے پہلے کہ نہ اس کے پاس دینار ہوں اور نہ درہم، اگر ظالم کے پاس نیکیاں ہوں گی تو بقدر اس کے ظلم کے اس کی نیکیاں لی جائیں گی اور اگر نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کی برائیاں بقدر اس کے ظلم کے ظالم کے حساب میں ڈال دی جائیں گی [۲]

اسلام کی مذکورہ تعلیم و تنبیہ کے باوجود جو شخص دُوسرے کی عزت و ناموس جانی و مالی حقوق کی پرواہ نہیں کرتا تو اس کے تدارک اور سدّباب کے لیے اسلام نے تعزیرات لگا کر معاشرے کے افراد کے حقوق کی محافظت کا جو بیڑا اُٹھایا ہے وہ یہ ہے :-

غصب مال کی سزا :

جو شخص کسی کے مال کو زبردستی غصب نہ بھی کرے بلکہ دھوکہ اور فریب دے کر مختلف

---

[۱] ترمذی [۲] صحیح بخاری

حیلے بہانے کرکے دوسرے کے مال پر قبضہ کرے تو اس کے متعلق بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مَن خدع فلیس منا" جو شخص کسی کو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔ جو شخص جھوٹی قسم کھا کر دوسرے کے مال کو حاصل کرتا ہے تو آپ نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کے حق کو اپنی (جھوٹی) قسم کے ذریعے سے حاصل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم کی آگ کو واجب کر دیتے ہیں اور اس پر جنت حرام ہو جاتی ہے۔" ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگرچہ وہ تھوڑی سی چیز ہو آپ نے فرمایا اگرچہ پیلو کے درخت کی ایک شاخ اور ٹہنی ہی کیوں نہ ہو۔[1]

لیکن جو شخص دھوکہ دہی اور فریب دہی سے بھی آگے بڑھ کر عمداً کسی کے مال کو چرا لیتا ہے یا ڈاکہ مار کر لوٹ لیتا ہے تو ایسے سماج دشمن عناصر کی ان ناجائز کارروائیوں کے سدباب کے لیے اسلام نے ان چوروں اور ڈاکہ زنوں کی یہ سزا مقرر فرمائی

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا کَسَبَا نَکَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ[2]

اور جو مرد چوری کرے اور جو عورت چوری کرے سو ان دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو ان کے کردار کے عوض میں بطور سزا کے اللہ کی طرف سے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑی قوت والے (اور) حکمت والے ہیں۔

غصبِ عزت کی سزا:

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ عزت اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے اور تمام ایمان داروں کے لیے ہے۔

وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ[3]

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے محترم احکام کی وقعت کرے گا تو یہ (وقعت کرنا) اس کے حق میں اس کے رب کے نزدیک بہتر ہے، آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ "مَنْ لَّمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا وَلَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا" جو شخص ہمارے بڑے

[1] صحیح مسلم [2] ... [3] ...

کی عزت نہیں کرتا اور ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔

ایک دوسرے کی عزت و توقیر کے لئے اسلام نے تعلیم دی کہ :-

اسلام نے معاشرے کے افراد کے باہمی ربط و اخوت اور ایک دوسرے کی عزت و توقیر کا معیار قائم کیا ہے، اس کی ایک جھلک اس آیت ربانی میں نمایاں ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ [1]

اے ایمان والو نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیئے، کیا عجب ہے کہ (جن پر ہنستے ہیں) وہ ان (ہنسنے والوں) سے (خدا کے نزدیک) بہتر ہوں اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیئے۔ کیا عجب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو۔ ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا (ہی) برا ہے، اور جو (ان حرکتوں سے) باز نہ آئیں گے تو وہ ظلم کرنے والے ہیں۔

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ میں نے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا تَعْنِي قَصِيرَةً صفیہ کی بابت (یعنی ان کے عیب کی بابت) آپ کے سامنے اتنا کافی ہے کہ وہ ایسی ہے اور ایسی ہے یعنی پست قد والی ہے۔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا تم نے ایک ایسا کلمہ کہا ہے کہ اگر اس کو دریا میں ملا دیا جائے تو وہ دریا پر غالب آجائے یعنی اس دریا کی حالت بدل دے (مطلب یہ کہ تمہارے اس ایک کلمہ کی جب یہ حالت ہے کہ دریا کی حالت بدل دے تو اس کے گناہ کا کیا مرتبہ ہوگا۔ (ترمذی)

علاوہ ازیں اسلام نے ایک دوسرے کی عزت و توقیر کو ملحوظ رکھنے کے لئے مرد و زن کو علیحدہ علیحدہ آداب سکھلائے، مثلاً مردوں کے لئے فرمایا :-

---

[1] پ ۲۶۔ الحجرات

يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ لہ

کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے۔ اس طرح عورتوں پر بھی یہ پابندی لگائی

يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ

کہ یہ عورتیں اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت (کے مواقع) کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے ظاہر ہے، اور اپنی چادریں اپنے سینوں پر ڈالے رکھا کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دیں ؛

مردوں پر پابندی لگاتے ہوئے آپ نے حضرت علیؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

اَلنَّظْرَةُ الْاُوْلٰى لَكَ وَالنَّظْرَةُ الثَّانِيَةُ عَلَيْكَ پہلی نظر معاف دوسری پر مواخذہ ہوگا، اور یہی پابندی عورتوں پر بھی لگائی گئی، گویا کہ اسلام نے بے حیائی بداخلاقی کے ہر قسم دروازے سختی سے بند کرنے کی تعلیم دی اور زنا کو تو انتہائی قبیح و فضیح فعل قرار دیا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيْلًا لہ

زنا کے پاس بھی مت بھٹکو بلاشبہ وہ بڑی بےحیائی کی بات ہے، اور بری راہ ہے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت میں جن اور بڑے بڑے گناہوں کا ذکر ہے ان میں ایک یہ بھی ہے اَنْ تَزْنِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ کہ تو اپنے پڑوسی کی عورت سے زنا کرے۔

ان مذکورہ تعلیمات و تنبیہات کے باوجود جو شخص کسی کی عزت لوٹتا ہے یعنی زنا کرتا ہے تو اس کی سزا اور تعزیر اسلام نے یہ رکھی ہے کہ غیر شادی شدہ کو سو درّے لگائے جائیں، اور شادی شدہ زانی کو سنگسار کیا جائے۔

قتلِ جان :

کسی مسلمان کا خون حرام ہے جس کو قتل نہیں کیا جا سکتا، وما كان لمؤمن ان يقتل مؤمنا الا خطاءً مسلمان کو مسلمان کا خون کرنا درست نہیں مگر غلطی سے۔

چنانچہ مسلمان کو قتل کرنے والا اسلام کی نظر میں نہایت مذموم ہے۔ قتل مسلم کبیرہ گناہ متصور کیا گیا۔ کسی بے گناہ مسلمان کو قتل کر دینے والے کے انجام کا خدا تعالیٰ نے

لہ پ ۱۸ النور لہ پ ۱۵ بنی اسرائیل

اس طرح ذکر فرمایا ہے :

وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا [1]

اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کر ڈالے تو اس کا بدلہ جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر اترے گا اور اللہ تعالیٰ کی پھٹکار اس پر پڑے گی، اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

چنانچہ معاشرہ میں اس بدترین اور وحشیانہ فعل کے تدارک کے لئے اسلام نے یہ قانون نافذ کیا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى ۖ الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنثَىٰ بِالْأُنثَىٰ ۚ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ۗ ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۗ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ [2]

اے ایمان والو! تم پر (قانون) قصاص فرض کیا جاتا ہے مقتولین (بقتل عمد) کے بارہ میں آزاد آدمی کے عوض میں اور غلام غلام کے بدلہ میں اور عورت عورت کے بدلہ میں۔ ہاں جس کو اس کے فریق کی طرف سے کچھ معافی ہو جاتے تو (مدعی کے ذمے) معقول طور پر (خون بہا کا) مطالبہ کرنا اور (قاتل کے ذمے) خوبی کے ساتھ اس کے پاس پہنچا دینا، یہ قانون (دیت وعفو) تمہارے پروردگار کی طرف سے سزا میں تخفیف اور ترحم ہے پھر جو شخص اس کے بعد تعدی کا مرتکب ہو تو اس شخص کو بڑا دردناک عذاب ہوگا۔

الحاصل اسلام نے معاشرتی زندگی کے جو مذکورہ اصول و آداب مقرر کئے ہیں۔ یقیناً انسانیت کی تکمیل ان سے وابستہ ہے جس معاشرہ میں بھی یہ اصول و آداب ہوں گے اس کی زندگی پرسکون خوش گوار اور کامیاب ہو گی، ان اصول و آداب کو بروئے کار

---

[1] پ ۵ النساء [2] پ ۲ البقرہ (باقی بر صفحہ ۱۲)